درس قرآن

محمد احمد حافظ

صبر و صلوٰۃ سے مدد لو

یٰـا اَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا اسۡتَعِیۡنُوۡا بِالصَّبۡرِ وَالصَّلٰوۃِط اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّابِرِیۡنَo وَلَا تَقُوۡلُوۡا لِمَنۡ یُّقۡتَلُ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ اَمۡوَاتٌط بَلۡ اَحۡیَآءٌ وَّلٰکِنۡ لَّا تَشۡعُرُوۡنَ o وَلَنَبۡلُوَنَّکُمۡ بِشَیۡءٍ مِّنَ الۡخَوۡفِ وَالۡجُوۡعِ وَنَقۡصٍ مِّنَ الۡاَمۡوَالِ وَ الۡاَنۡفُسِ وَ الثَّمَرَاتِ ط وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیۡنَo اَلَّذِیۡنَ اِذَا اَصَابَتۡهُمۡ مُصِیۡبَةٌ قَالُوۡا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیۡهِ رٰجِعُوۡنَo اُولٰئِکَ عَلَیۡهِمۡ صَلَوٰتٌ مِّنۡ رَّبِّهِمۡ وَرَحۡمَةٌ o وَ اُولٰئِکَ هُمُ الۡمُهۡتَدُوۡنَ. (البقرہ ۱۵۴ تا ۱۵۷)

ترجمہ: ’’اے ایمان والو! مدد لو مصائب و آلام کو سہل اور حل کرنے میں صبر اور نماز سے، بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ اور نہ کہو انہیں جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہیں ’’مردہ‘‘ بلکہ وہ زندہ ہیں مگر تمہیں (ان کی زندگی کا) شعور نہیں۔ اور البتہ ہم آزمائیں گے تمہیں کچھ خوف، کچھ بھوک، اور کچھ مال و جان اور باغات کے نقصان سے، اور خوش خبری دے دو صبر کرنے والوں کو کہ جب انہیں کوئی مصیبت پہنچے اور وہ کہیں ہم تو اللہ ہی کا مال ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے، یہی لوگ ہیں جن پر اپنے پروردگار کی رحمتیں اور عنایتیں ہیں اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔‘‘

صبر کی حقیقت:

مفسرین نے لکھا ہے کہ صبر کے معنی حَبس کے ہیں یعنی اپنے آپ کو جزع فزع، چیخ و پکار اور قدرت کا شکوہ کرنے سے محفوظ رکھنا، اپنی طبیعت کو اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی کر لینا۔ قرآن و سنت کی اصطلاح میں صبر تین طرح کا ہے۔

(۱) صبر عن المعاصی یعنی اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور اس کے ناپسندیدہ کاموں، حرام امور اور ناجائز باتوں سے روک لینا۔ (۲) صبر علی الطاعات یعنی اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرماں برداری پر پوری استقامت کے ساتھ ڈٹ جانا (۳) صبر علی البلایا یعنی مصائب اور آلام میں اپنے آپ کو جزع و فزع، چیخ و پکار اور اللہ تعالیٰ کا شکوہ کرنے سے اپنے آپ کو روکنا جو شخص ان تینوں صفات کو اختیار کرے اللہ تعالیٰ اسے رضا بالقضا کی عظیم نعمت عطا فرماتے ہیں اس نعمت کی بدولت مومن کو سکونِ قلب عطا ہوتا ہے، اس کا دل نفس کی خواہشوں اور تمناؤں سے بے سکون اور مضطرب نہیں ہوتا۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انما الصبر عند الصدمة الاولیٰ یعنی ’’صبر تو پہلے صدمے کے وقت ہی ہوتا ہے‘‘۔ مطلب یہ کہ جب انسان پر بار بار صدموں، آفتوں اور مصیبتوں کی بوچھاڑ ہو رہی ہو تو تب تک انسان صبر کرنے کا عادی ہو چکا ہوتا ہے۔ پہلی مرتبہ جب صدمہ آتا ہے تو اس وقت انسان کا اپنے آپ کو قابو میں رکھنا مشکل ہوتا ہے۔ بات تو جب ہے کہ پہلے ہی صدمے پر صبر و حوصلے کا مظاہرہ کرے اور اپنی زبان سے کوئی نازیبا کلمہ نکالنے کی بجائے راضی بالقضا رہے۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ مصیبت کی ابتداء میں جو صبر ہوتا ہے وہی اللہ تعالیٰ کو منظور و مقبول ہوتا ہے بعد میں تو ہر ایک صبر کرتا ہی ہے۔

نماز کا سہارا:

آفتوں، مصیبتوں اور پریشانیوں سے نجات کے لئے دوسرا نسخہ نماز ہے۔ اس لئے کہ نماز کو انسان کی تمام حاجتیں پوری ہونے اور آفات وبلیّات دور ہونے میں ایک خاص تاثیر ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی پریشانی والا کام پیش آتا تو آپ کی عادت مبارکہ تھی کہ نماز کی طرف رجوع فرماتے تھے۔ جب کوئی مومن بندہ اپنی پریشانیوں اور حاجتوں کو لے کر اللہ کے دربار میں کھڑا ہو جاتا ہے، نماز کے تمام ارکان کو تعدیل اور خشوع وخضوع کے ساتھ ادا کرتا ہے، اور اللہ کے حضور دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی مصیبت کو بالکل ختم کر دیتے ہیں یا پھر اپنے مومن بندے کے دل کو اتنی تقویت دیتے ہیں کہ وہ اس مصیبت کو بہت ہلکا محسوس کرنے لگتا ہے۔ دراصل نماز عبدِ مؤمن کے دل میں ایک ایسا نور پیدا کرتی ہے کہ جو دوسری کسی عبادت سے پیدا نہیں ہوتا، یہ ایمان ویقین اور اعتماد علی اللہ کا نور ہوتا ہے۔ ہم میں سے بہت سے لوگ نماز کا سہارا لیتے ہیں مگر ان کی مشکلات میں کمی نہیں ہوتی تو اس کی وجہ یہ ہے کہ نمازوں اور دعاؤں میں خشوع اور توجہ نہیں ہوتی بلکہ بے توجہی کی کیفیت ہوتی ہے، بغیر توجہ، عاجزی وانکساری سے مانگی گئی دعائیں کیسے قبولیت کے دروازے تک پہنچ سکتی ہیں؟

اللہ تعالیٰ کی معیت کا حصول:

چنانچہ جو شخص ان مصیبتوں کے وقت اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے مطابق صبر وصلوٰۃ کا سہارا لے تو اللہ تعالیٰ کی معیّت یعنی اس کی تائید ونصرت اس عبدِ مومن کے ساتھ ہو جاتی ہے۔ پھر کارگہِ حیات میں، دینی اعمال کی ادائیگی میں، حق کی جدوجہد میں، دین کی دعوت میں، جہاد فی سبیل اللہ میں غرض ہر جگہ اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت عبدِ مومن پر سایہ فگن رہتی ہے۔

صبر کے مواقع:

پہلی آیت کے بعد اگلی دو آیات میں وہ مواقع بھی بیان فرمائے ہیں جہاں انسان اکثر صبر کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دیتا ہے اور جزع فزع شروع کر دیتا ہے۔ مثلاً O اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے جب مجاہدین میدانِ کارزار میں اترتے ہیں تو کوئی مجاہد شہید ہو کر اس دنیا سے رخصت ہوتا اور کوئی زخموں کو اپنے جسم پر سجائے واپس آتا ہے۔ بظاہر یہ صدمے کی بات ہوتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ فرما کر تسلی دی ہے کہ ''جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے جائیں انہیں مردہ مت کہو وہ تو زندہ ہیں لیکن تم شعور نہیں رکھتے ہو'' حدیث شریف میں آتا ہے شہداء کی ارواح جنت کے سبز پرندوں میں ہوتی ہیں اور جنت سے اپنا رزق حاصل کرتی ہیں۔ O کبھی کسی دشمن کا خوف انسان پر طاری ہو جاتا ہے، انسان جزع فزع کرنے لگتا ہے۔ O کبھی قحط سالی ہو جاتی ہے یا انسان اس قدر تنگدست ہوتا ہے کہ اپنی بھوک مٹانے کے قابل نہیں رہتا، فقر وغربت طاری ہو جاتے ہیں۔ O کبھی تجارت میں، گھر کے اسباب میں یا دیگر اموال میں نقصان اٹھانا پڑتا ہے، سارا کاروبار ٹھپ ہو کر رہ جاتا ہے۔ O بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ کسی حادثے میں انسان اس دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے یا کبھی کھیتی تلف ہو جاتی ہے...... یہ تمام مواقع ایسے ہیں

کہ انسان کی ساری جمع پونجی داؤ پر جاتی ہے O اہل ایمان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا خاص معاملہ ہوتا ہے اس لئے وہ بھی آزماتے ہیں کہ دیکھیں میرا بندہ کیا کر رہا ہے۔ جیسے قرآن مجید میں ایک دوسری جگہ آتا ہے أَحَسِبَ النَّاسُ اَن يُّتْرَكُوْا اَن يَّقُوْلُوْا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْن. کیا لوگوں نے گمان کر لیا ہے کہ وہ یونہی چھوڑ دئے جائیں گے کہ انہوں نے "آمنّا" کہہ دیا ہے اور وہ آزمائے نہیں جائیں گے؟)

صابرین کو خوش خبری:

وَ بَشِّرِ الصابرين الخ "اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ صبر کرنے والوں کو خوش خبری دیجئے" وہ لوگ جب انہیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو وہ کہتے ہیں اِنَّا للہ و انا الیه راجعون کہ ہم تو اللہ کا مال ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر وہ چیز جو مومن بندے کو تکلیف پہنچائے وہ "مصیبت" ہے۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ "جب کسی مؤمن بندے کا بچہ فوت ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ ملائکہ سے فرماتے ہیں کہ کیا تم نے میرے بندے کے بچے کی جان قبض کر لی؟......تو وہ فرشتے کہتے ہیں جی ہاں!......اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کیا تم نے اس کے دل کا ٹکڑا قبضے میں لے لیا؟......فرشتے کہتے ہیں جی ہاں!......اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں تو پھر میرے بندے نے کیا کہا؟......فرشتے کہتے ہیں کہ اس نے آپ کی حمد بیان کی اور آپ کی طرف رجوع کیا......پس اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرے بندے کے لئے جنت میں ایک گھر تیار کرو اور اس کا نام "بیت الحمد" رکھو" (قرطبی) یہ تو ایک مصیبت پر اللہ تعالیٰ کی عطا ہے۔ اصل عطا اور خوش خبری تو یہ ہے کہ اللہ مومنینِ صابرین کے لئے فرماتے ہیں کہ "یہی لوگ ہیں جن پر اس کی نعمتوں کی موسلا دھار بارش ہوتی ہے اور مغفرت کے دروازے کھلے ہوتے ہیں، حق یہ ہے کہ یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔"

الہدیٰ:

O آفات وبلیّات اور پریشانیوں کے وقت صبر وصلوٰۃ کے ذریعے رحمت الٰہی کا دامن پکڑنا چاہئے۔

O اللہ کی راہ میں جو لوگ شہید ہو جائیں انہیں عام مردوں کی طرح مردہ نہیں کہنا چاہئے۔

O اگر کبھی بھوک اور خوف غالب ہو جائے، یا مال واسباب میں نقصان ہو جائے تو اللہ کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔

O کبھی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو موت، بھوک، خوف اور مالی نقصانات کے ذریعے آزماتے بھی ہیں، ایسے مواقع پر قدرت کا شکوہ نہیں کرنا چاہئے بلکہ ہر دم راضی بالقضار رہنا چاہئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون کا ورد کرنا چاہئے۔

O جو لوگ اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے مطابق اپنے آپ کو ڈھال لیتے ہیں ان پر اللہ کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے، اللہ کی رضا حاصل ہوتی ہے اور یہ کتنی خوش نصیبی کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ ان اہل ایمان کے متعلق فرماتے ہیں کہ: "یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں"۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حق اور ہدایت پر ہونے کی باقاعدہ سند ہے جس کے بعد کسی سند کی ضرورت نہیں رہتی۔